ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

ماخذ تحقیقی مجلہ

سمیع اللہ خان

پی ایچ ڈی اردو سکالر ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

ڈاکٹر مطاہر شاہ

اسسٹنٹ پروفیسر ہزارہ یونیورسٹی مانسہرہ

ڈاکٹر محمد رحمان

اسسٹنٹ پروفیسر اردو، ہزارہ یونیورسٹی، مانسہرہ

ساقی فاروقی کے شعری پیکر

Samiullah Khan.
PhD Urdu Research Scholar, Department of Urdu Hazara University Mansehra
Dr.Mutahir Shah
Assistant Professor, Department of Urdu Hazara University Mansehra
Dr.Muhaammad Rahman
Assistant Professor, Department of Urdu Hazara University Mansehra

Saqi Farooqi's Poetic Imagery

Sence related experiences are exiabated the bourn of imagery that’s why poetry constructed on Images, moved that the readers. The poetry of Saqi Farooqui is highly loaded with examples of Imagery’s his poetry contain diffwrent sensual Images. Particularly viusul imagert is more dynamic in it. Generally his poetry reveals mixed Imagery and hiz use of Imagery seems more unique and appealing. Usually in poem Imagery find genrus room but in Saqi Faroqui odes larish use of Imagery can be seen. However in his poems the use imagery is more detailed and white in his odes.

Key Words: *Poetry Figures, Illustrations, Sensations, Imagination, Poems, Ghazals.*

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

حسی تجربات اور تخیل کے شاعرانہ اظہار کی صورت میں لفظی سطح پر جلوہ گر ہونے والی تمثالیں شعری پیکر کہلاتی ہیں۔ جس کے لیے اُردو میں پیکر تراشی، تمثال سازی، محاکات نگاری اور امیجری جیسے لفظ اپنے اصطلاحی مفہوم کے ساتھ رائج ہیں۔ کسی ٹھوس تجربے، احساس، خیال یا کیفیت کو ہمارا ذہن اس وقت تک پابندِ اظہار نہیں کر سکتا جب تک اسے ایک نئی ترتیب کے ساتھ محسوس قالب میں نہ ڈھال لے اور یہ نئی ترتیب جو کہ محسوس سطح پر تشکیل پاتی ہے ایک ایسا دماغی عمل (Process) ہے جسے تخیل کہا جا سکتا ہے۔ حالیؔ کے نزدیک بھی تخیل کا بنیادی کام پیکروں کی تشکیل اور خاص طور پر غیر عقلی پیکروں کو عقلی صورتوں میں پیش کرنا ہے۔ انسانی حواسِ خمسہ ہمہ وقت تجربے اور مشاہدے میں رہتے ہیں اور ان حسیاتی تجربوں کی ترسیل لگاتار حس مشترک یعنی دماغ کو ہوتی رہتی ہے۔ دماغ ان تجربات کو ایک خاص ترتیب کے ساتھ محفوظ کرتا ہے۔ یہ حسی تجربات جب لفظی سطح پر جلوہ گر ہوتے ہیں تو ایسے شعری پیکر تشکیل پاتے ہیں جو قاری کی حسیات کو متحرک کرنے کا موجب بنتے ہیں۔

شاعر کے تخیل کی پرواز جتنی بلند اور حسی ادراک جتنا وسیع ہوگا اس کی شاعری میں ابھرنے والے پیکر اتنے ہی دل کش ہوں گے، کیوں کہ لفظی پیکر کسی شے کے محض متبادل ہی نہیں ہوتے بل کہ شاعرانہ تجربے کی وسعت حسی ادراک کی بیداری اور تخیل کی بلند پروازی ان لفظی پیکروں کو حسیاتی سطح پر ایسی مخلوط اور امتزاجی ترتیب عطا کرتی ہے کہ یہ پیکر اصل سے آگے کی صورت اختیار کر جاتے ہیں۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر شاعرانہ پیکر تراشی کے اس وصف پر رقم طراز ہیں:

> "لفظی پیکر کسی شے کی محض تصویر اور قائم مقام نہیں ہے محض تصویر تو وصف نگاری ہے اور اس شے تک محدود ہے جسے لفظوں کے ذریعے مصور کرنے کی کوشش کی گئی۔ حقیقی لفظی پیکر تو اس شے کو عبور کر جاتا ہے جس کے لیے پیکر اختیار کیا جاتا ہے"۔(۱)

پیکروں میں مذکورہ صفت شاعرانہ ریاضت اور فنی پختگی کے ساتھ تخیل کی بلند پروازی کی بھی متقاضی ہے۔ کیوں کہ لفظی پیکروں کو موزوں کر کے شعر میں ٹانک دینے سے "شعر" نہیں ہوتا بلکہ شعر تو ایک ایسا زندہ نامیاتی وجود ہے جس کا ہر لفظ مہک چھوڑتا ہے احساس رکھتا ہے اور لو دے رہا ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لفظ شعر کے باہر تو اپنے لغوی مفاہیم سے بندھا ہوتا ہے مگر شعر کے اندر وہ اولی ثانوی اور ثالثی تمثالوں میں جلوہ گر ہو کر شاعر کے حسی تجربات کی عکاسی کرتا ہے۔

شعری پیکروں کی مختلف اقسام ہیں۔ پانچ اقسام حسیاتی حوالے سے (سمعی، بصری،لامساتی، شاماتی اور ذائقاتی) جب کہ تین اقسام Robin Skeltonl کے مطابق (اولیٰ تمثالیں، ثانوی تمثالیں اور ثالثی تمثالیں)۔ علاوہ ازیں ماہر لسانیات دو مزید صورتیں (مخلوط پیکر اور مرکب پیکروں) کی صورت میں بھی بتاتے ہیں۔ یہ شعری پیکر کسی شاعر کے مشاہدے، تجربے اور شاعرانہ ریاضت کے عکاس ہوتے ہیں۔

جدید اُردو شاعری میں ساقی فاروقی کا نام بھی اپنے منفرد لب و لہجے اور لسانی تجربات کی بنیاد پر معتبر شعرا میں شمار کیا جاتا ہے۔ اگرچہ ان کا بڑا شعری حوالہ نظم ہے لیکن ان کی غزل بھی اپنے منفرد انداز اور نئے لسانی شعور کی وجہ سے خاصے کی چیز ہے۔ ڈاکٹر طارق ہاشمی ساقی فاروقی کی شاعری پر رائے دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "ساقی فاروقی جدید تنقید کا ایک معتبر نام ہے۔ تخلیقی حوالے سے ان کی بنیادی پہچان نظم ہے لیکن غزل کا سرمایہ بھی اس حوالے سے لائق توجہ ہے کہ ان کے ہاں لفظ کے استعمال میں نئے لسانی شعور کا رچاؤ اور ایک تھیکا پن دکھائی دیتا ہے"۔ (۲)

اُردو کا جدید شعری سرمایہ قدیم شاعری کی نسبت زیادہ حسی نوعیت کا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ لسانیاتی حوالے سے جدید اُردو شاعری میں پیکر تراشی کے خوب صورت مرقعے نظر آتے ہیں۔ ساقی فاروقی بھی فطرتاً جدیدیت کے قائل تھے، اس لیے ان کی شاعری میں نہ صرف کثرت کے ساتھ خوب صورت حسی پیکر ابھرتے ہوئے محسوس کیے جاسکتے ہیں بل کہ دیگر معاصر شعرا کی نسبت ان کے شعری پیکروں میں تجربے کی جدت اور ندرت کا احساس ہوتا ہے۔ ن م راشد ساقی فاروقی کی اس صفت کے بارے میں لکھتے ہیں:

> "نئے شاعروں نے حساسیت اور سوچ کے نئے نئے پہلو دریافت کیے ہیں۔ تم ان سب سے زیادہ زندہ تر اور تازہ تر حساسیت کے مالک ہو۔ دوسرے امیجری یا شبیہ سازی میں تم بڑی ندرت کے مالک ہو"۔ (۳)

امیجری کے یہ جدید نمونے ان کی نظم اور غزل دونوں میں کثرت سے پائے جاتے ہیں۔ تاہم ان کی نظم میں غزل کی نسبت جذبہ، فکر، دانش اور تجربے تمام کا متوازن امتزاج ملتا ہے۔ تجربے سے مراد حسی اور ذہنی تجربات بھی ہیں اور ہیئت و اسلوب کے تجربات بھی اور یہی تجربات ان کی نظم کو تازہ کاری عطا کرتے ہیں۔ اس تازہ کاری کا

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

احساس ان کی تمام تر شاعری میں قدم قدم پر ہوتا ہے، جو کہ ان کو معاصر شعرا سے ممتاز کرتا ہے۔ اس ضمن میں شمس الرحمان فاروقی لکھتے ہیں:

"اپنی تمام بے ساختگی اور شگفتہ روانی کے باوجود ساقی کی شاعری میں پرکاری، ریاض، حزم و احتیاط اور اس کے ساتھ زبان کے بارے میں ذرا شوخ اور تجربہ کوش رویہ اور کہیں کھلی یلغار کے طور پر اور کہیں چابک دست متن زیر متن کی طرح رواں ہیں۔ اس لحاظ سے وہ آج کل کی نسل کے شعرا کے لیے نمونے کا کام کر سکتے ہیں"۔ (۴)

یہی تجربہ کوشی جب حسیاتی پیکروں کا روپ ڈھال کر ان کی نظم میں جلوہ گر ہوتی ہے تو پیکروں کی جدت ایسی تمثالوں کے روپ میں سامنے آتی ہے جو ان کے ذہنی دیار کے مغربی نہاں خانوں کو متشکل صورت میں سامنے لانے کا سبب بنتی ہے۔ ساقی فاروقی پر جب یہ کیفیت طاری ہوتی ہے تو پورا منظر ساز کی صورت اختیار کر جاتا ہے اور وہ پیکروں کی حس آمیزی سے ایسی تصویریں سامنے لانے لگتے ہیں جو ان کی اندرونی کیفیات کی عکاسی کے ساتھ پیش منظر کو تخیل کے زور پر خوب صورت ترین صورت میں جلوہ گر کرتا ہے۔ منظر کشی کی یہ صورت نظم "شمشاد کی صلیبیں" میں حسیاتی سطح پیکروں کے حسی امتزاج سے یوں سامنے آتی ہے:۔

یہ سب درخت کہ زینت ہیں کوہساروں کی
انھی کی پتیاں راتوں میں دف بجاتی ہیں
انھی کے سائے میں ہیں بستیاں غزالوں کی
انھی کی شاخیں بہاروں کے گیت گاتی ہیں (۵)

بنیادی طور پر درختوں کے کسی جھنڈ کا منظر پیش کیا جا رہا ہے۔ لیکن اس منظر میں شاعرانہ رنگ بھرنے کے لیے جو پیکر ابھرتے ہیں ان کی مخلوط حسی نوعیت منظر کو خوب صورت ترین شکل عطا کرنے لگتی ہے۔ "درخت"، "کوہسار" اور "زینت" ایسے بصری پیکر ہیں جو اولیٰ تمثالوں کی صورت میں قاری کی توجہ حاصل کرتے ہیں مگر اگلے مصرعوں میں شاعر کا تخیل زیادہ بلندی کی طرف پرواز کرتا ہے اور "پتیوں کا دف بجانا" ایسے سمعی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

پیکر کی صورت میں سامنے آتا ہے کہ قاری پیکر کی تجسیم کو متحرک انسانی صفت کی صورت میں محسوس کرنے لگتا ہے اور یہی صورت بند کے آخری مصرعے میں "شاخوں" کے بصری پیکر کے سمعی اختلاط کے سے حوالے پیدا ہوتی ہے۔ایک اور نظم "شہر کے دروازے پر" میں شعری پیکروں کی حس آمیزی ایک ایسی صورت اختیار کرتی ہے کہ حسیات کا اختلاط سے تشکیل پانے والے مخلوط پیکر ساقی فاروقی کی فنی مہارت کا ثبوت دیتے ہیں:

ایک پاگل کی صورت کھڑا ہوں مگر
سنتری مسکراتا نہیں
اس کی بے رحم آنکھوں میں
چیتے کی عیار
بیمار نظروں کی ٹھنڈی چمک
پاس ورڈ
(اسم اعظم سہی)
یاد آتا نہیں (۶)

یوں تو نظم میں ابھرنے والے تمام تر پیکر خوب صورت حسی ادراک کا نمونہ ہیں۔ تاہم "نظروں کی ٹھنڈی چمک" ایسا حسی پیکر ہے جو نظروں کے مجرد اور مرئی پیکر کی لامساتی سطح پر تجسیم کے ساتھ "سنتری" کی شخصیت کی عیاری اور مکاری کی بھی مکمل تصویر پیش کرتا ہے۔ایک نظم "رنگ اور آگ" میں پیکروں کی خوب صورت تشکیل کے ساتھ حس آمیزی بھی قابلِ توجہ ہے:

ایک سسکی ہوا میں بہتی ہے
رات سرگوشیوں میں کہتی ہے
روح کی آگ سے بدن کو بچاؤ
رنگ سے اپنا پیرہن نہ جلاؤ (۷)

یوں تو اس بند میں حسیاتی سطح پر ہر نوعیت کا پیکر موجود ہے لیکن خوب صورتی پیکروں کے امتزاج سے پیدا ہوتی ہے۔ سسکی کا ہوا میں بہنا بیک وقت لمسی اور سمعی پیکر کی صورت میں جلوہ گر ہوتا ہے جب کہ ترکیب "رات کی سرگوشیاں" بھی ایک ایسے مخلوط پیکر کی صورت میں ابھرتی ہے جو قاری کی ایک سے زیادہ حس کو دعوتِ نظارہ دیتی ہے۔ پیکر تراشی کی یہ صورت ان کی نظم "مردہ خانہ" میں زیادہ آب و تاب کے ساتھ جلوہ گر ہوتی ہے۔ اس نظم میں ابھرنے والے تمام پیکر مردہ خانے کے خوف ناک منظر کو اس خوب صورتی سے پینٹ کرنے کا سبب بنتے ہیں کہ پڑھنے والا مردہ خانے کے منظر کو تمام تر ہیبت ناکیوں کے ساتھ اپنے سامنے بصری، سمعی، لامساتی اور شاماتی سطح پر محسوس کرتا ہے:

مری رگوں میں خنک سوئیاں پروتا ہوا
برہنہ لاشوں کے انبار پر سے ہوتا ہوا
ہوا کا ہاتھ بہت سرد موت جیسا سرد
وہ جا رہا ہے، وہ دروازے سر پٹکنے لگے
وہ بلب ٹوٹ گیا سائے ساتھ چھوڑ گئے
وہ ناچتے ہوئے بھیجے کسی دقیق سے تر
وہ رینگتے ہوئے بازو وہ چیختے ہوئے سر
وہ ہونٹ نیم تراشیدہ دانت نکلے ہوئے
وہ نصف دھڑ چلے آتے ہیں رقص کرتے ہوئے
۔۔۔ بڑی بساند ہے ٹھٹھری ہوئی ہواؤں میں
میں گھر گیا ہوں لہو چاٹتی بلاؤں میں
وہ اک بریدہ زباں آئی لڑکھڑاتی ہوئی
ہنسی ڈراونی سرگوشیوں میں کہنے لگی
تم اپنی لاش لیے بھاگ جاؤ جلدی سے (۸)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

مردہ خانے کے منظر میں حساتی نوعیت کے متعلقہ پیکر اس فنی مہارت سے تراشے گئے ہیں کہ قاری بصری، سمعی، لامساتی اور شاماتی سطح پر خود کو مردہ خانے کے اندر مردہ خانے کی تمام تر ہولناکیوں کے ساتھ محسوس کرتا ہے۔

پیکر تراشی کے ایسے ہی نمونے ساقی فاروقی کی نظم نگاری کی پہچان ہیں۔ جن کا تمام تر احاطہ کرنے کے لیے یہ صفحات ناکافی ہیں۔ تاہم ان کی نظمیں سرخ گلاب اور بدر منیر، زندہ پانی سچا، سحر زدہ شہر، شاہ صاحب اینڈ سنز، الکبڑے، بہرام کی واپسی اور خالی بورے میں زخمی بلا وغیرہ پیکر تراشی کے ایسے شاہ کار ہیں جو ان کے مضبوط حسی ادراک کا ثبوت ہیں۔

انسانی حسیات میں سب سے طویل دائرہ کار قوتِ باصرہ کا ہے۔ اس لیے کسی بھی شاعر کے ہاں ابھرنے والے شعری پیکر زیادہ تر بصری نوعیت کے ہوتے ہیں اور پھر بالترتیب سمعی، شاماتی، لامساتی اور ذائقاتی۔ لیکن ساقی فاروقی کے شعری پیکروں کے مطالعے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان کے ہاں ہر نوعیت کے پیکر نہ صرف کثرت سے موجود ہیں بل کہ ان کا خوب صورت امتزاج بھی نظر آتا ہے۔ اگرچہ یہ کیفیات اردو شاعری میں کم کم ہی نظر آتی ہیں لیکن ساقی فاروقی کی اکثر نظمیں حس آمیزی کے عمدہ نمونے پنہاں رکھتی ہیں۔ اس بنا پر کہا جا سکتا ہے کہ ساقی فاروقی کا حسی ادراک عام لوگوں کی نسبت زیادہ متحرک تھا۔ ن م راشد اس ضمن میں لکھتے ہیں:

> "تمہیں قوتِ باصرہ اور قوتِ سامعہ بے حد تیز نصیب ہوئی ہے حس لامسہ بھی دوسروں کے مقابلے میں تیز ہے نہ صرف تم اشیا کو لمس کرتے ہو بلکہ اشیا لمس کرتی دکھاتی دیتی ہیں"۔(۹)

یہ حسی ادراک اور حس آمیزی سے تشکیل پانے والے شعری پیکر جہاں ساقی فاروقی کی نظموں میں خوب صورتی سے جلوہ گر ہوتے ہیں وہیں غزل کے اشعار میں بھی اس کے عمدہ نمونے پوری آب و تاب کے ساتھ قاری کی توجہ حاصل کرتے ہیں۔ کیوں کہ غزل کے شاعر کو قافیہ ردیف کی بندش کے ساتھ دو مصرعوں کے محدود چوکھٹے میں اپنی بات کو مکمل کرنے کی مجبوری ہوتی ہے، یہی وجہ ہے کہ غزل میں ابھرنے والے شعری پیکر نظم کی نسبت زیادہ سبک رفتار ہوتے ہیں۔ تاہم ساقی فاروقی کی غزلیات میں بھی لفظی پیکروں کے ایسے خوب صورت مرقعے موجود ہیں جو نہ صرف تمام تر انسانی حسیات کو احاطہ کرتے ہیں بل کہ امتزاجی سطح پر نئے خوب صورت پیکروں میں بھی تشکیل

پاتے نظر آتے ہیں۔غزل کے ایک شعر میں سمعی سطح پر خاموشی کی مکمل تصویر کیسے لفظی پیکروں میں ڈھلتی ہے ۔ملاحظہ فرمائیں:

خامشی چھیڑ رہی ہے کوئی نوحہ اپنا
ٹوٹتا جاتا ہے آواز سے رشتہ اپنا (۱۰)

"خامشی"،"نوحہ"اور"آواز"کے سمعی پیکر نہ صرف قاری کی حسِ سماعت کو اس خاص کیفیت سے آشنا کرتے ہیں جس سے شاعر کا واسطہ ہے بل کہ خاموشی کی ایک ایسی جامع تصویر بھی قاری کے سامنے ابھرتی ہے جو "آواز سے رشتہ ٹوٹنے"کی صورت میں شاعر کی اندرونی کیفیات کی عکاسی کرتی ہے۔اسی غزل میں سمعی امیجری کا ایک اور جامع مرقع شاعر کے داخلی غم کی تصویر کشی کس انداز میں کرتا ہے:

ان ہواؤں میں یہ سسکی کی صدا کیسی ہے
بین کرتا ہے کوئی درد پرانا اپنا (۱۱)

پہلے مصرعے میں"س"کی آواز کی صوتی تکرار"ہواؤں"کے لامساتی پیکر کو خوب صورت صوتی آہنگ کے ساتھ ابھارتی ہے جب کہ دوسرے مصرعے میں یہ منظر پس منظر میں چلا جاتا ہے اور پیش منظر میں شاعر کے اندرونی دکھ کا مجرد پیکر کی صورت میں جلوہ گر ہونے لگتا ہے۔جو کہ ساقی فاروی کی فنی پختگی کا ثبوت ہے۔

ساقی فاروقی پیکر تراشی کے تمام تر فنی حربوں سے بخوبی واقف تھے۔یہی وجہ ہے کہ ان کی شاعرانہ مصوری میں شعری پیکر متحرک صورتوں میں بھی سامنے آتے ہیں۔بصری سطح کی متحرک پیکر تراشی غزل کے ایک شعر میں یوں جلوہ گر ہوتی ہے:

میری آنکھوں کے سامنے کوئی
سانس لیتا ہوا سمندر تھا (۱۲)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

شاعر پیکر تراشی کے عمل میں غیر مجسم چیزوں کو انسانی صفات کے ساتھ مجسم صورت میں جلوہ گر کرتا ہے۔ مذکورہ شعر میں سمندر کا سانس لینا دراصل جہاں سمندر کی سمعی اور متحرک مصوری کا سبب ہے وہیں اس کی خوب صورت تجسیم بھی ہے۔ ساقی فاروقی بعض اوقات مختلف شعری پیکروں کو ایک پیکر کے گرد اس خوب صورتی سے بنتے ہیں کہ تمام پیکر کسی شے کی مکمل تصویر کی صورت میں سامنے آتے ہیں۔ "رات" کی خوب صورت تصویر کشی میں یہ صورت ایک نادر تشبیہ کے ساتھ یوں جلوہ گر ہوتی ہے:

رات سکول سے نکلی ہوئی دوشیزہ ہے
جس کے ہاتھوں میں ستاروں سے بھرا بستہ ہے (۱۳)

رات کا سکول سے نکلی دوشیزہ کے ساتھ مشابہت شاعر کے بلند تخیل اور کامیاب پیکر تراشی کا ایسا نمونہ ہے کہ شعر میں ابھرنے والے تمام پیکر "رات" کے مرکزی پیکر کے گرد یوں ابھرتے ہیں رات کا تاریک تصور ایک خوب صورت دوشیزہ کی صورت میں قاری کو بصارتوں کے سامنے اپنی تمام تر حشر سامانیوں کے ساتھ محسوس ہونے لگتا ہے۔ اگرچہ غزل کی مضبوط لفظیاتی روایت اور فنی لوازمات کی مجبوری کی بنا پر غزل کے لفظی پیکر نہ صرف مستقل ہوتے ہیں بل کہ ایجاز اختصار کی بنیاد پر ان میں عدم تسلسل بھی پایا جاتا ہے۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر لکھتے ہیں:

"غزل کے پیکروں کے نقوش مدہم اور ان میں خلا ہوتا ہے، قاری کی متخیلہ ان نقوش کو واضح بناتی ہے اور ان میں رنگ بھرتی ہے"۔ (۱۴)

ڈاکٹر ناصر عباس نیر کی رائے کے برعکس ساقی فاروقی کے شعری پیکر نظم اور غزل دونوں میں نہ صرف تسلسل کے ساتھ جلوہ گر ہوتے ہیں بل کہ بسا اوقات غزل کے پیکر زیادہ آب و تاب کے ساتھ شعری تمثالوں کا روپ ڈھالتے ہیں۔ کیفیت کی خوب صورت پیکر تراشی کا نمونہ غزل کے ایک شعر میں مکمل تصویر کی صورت میں یوں جلوہ گر ہوتا ہے:

جو تیرے دل میں ہے وہ بات میرے دھیان میں ہے
تری شکست تری لکنتِ زبان میں ہے (۱۵)

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

شکست کا غیر محسوس لفظی پیکر "لکنتِ زبان" کے مرکب پیکر کے ذریعے پیش صورت کی ایسی مکمل تصویر کشی کرتا ہے جسے قاری تمام تر اندرونی کیفیت ے ساتھ بصری سطح پر اپنے سامنے تشکیل پاتا ہوا محسوس کرتا ہے۔

شاعرانہ پیکر شاعر حسی تجربات کا نچوڑ ہوتے ہیں اور ان پیکروں کی کامیابی کا معیار یہ ہے کہ وہ پڑھنے والے کے ذہن پر وہ اثرات چھوڑیں جو اس خاص لمحے میں تخلیق کار کے پردۂ ذہن پر تھے۔ساقی فاروقی کے شعری پیکروں کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ ان کے شعری پیکر محض ایسے رسمی پیکر نہیں ہوتے جو صرف مطالب اور معانی پر دلالت کرتے ہیں اور نہ ہی صرف دقیقہ آفرینی ہوتے ہیں کہ انمل، بے جوڑ تمثالوں اور مخلوط استعاروں کی صورت میں بے معنی علامتوں کا روپ دھاریں بل کہ ساقی فاروقی کے شعری پیکر ان کی کل زندگی سے ماخوذ خوب صورت شاعرانہ سلیقے اور فنی پختگی کا نمونہ ہیں۔ محمد ہادی حسین کامیاب شعری پیکر تراشی کے متعلق C.Day کی کتاب The Poetic image کا ترجمہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

> "شاعر جو تمثالیں استعمال کرتا ہے وہ اس کے تمام و کل تجربہ زندگی سے ماخوذ ہوتی ہیں۔ان کی کامیابی کا معیار یہ ہے کہ وہ پڑھنے والے کے ذہن پر یہ تاثر چھوڑیں کہ وہ مضمون کی قدرتی زبان ہیں یعنی مضمون نے خود ان کا انتخاب کیا ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ بغیر کسی محنت کے شاعر کو خود بخود سوجھ گئی تھیں"۔(۱۶)

ہادی حسین کی مذکورہ رائے ساقی فاروقی کے شعری پیکروں پر بالکل صادق آتی ہے اور اس کی شاید بڑی وجہ ساقی فاروقی کی انگریزی زبان و ادب سے واقفیت اور شاعری پر دسترس بھی ہو سکتی ہے۔کیوں کہ ساقی فاروقی کے شعری پیکروں کے مطالعے سے عیاں ہوتا ہے کہ ان کے ہاں نہ صرف پیکر تراشی کے تمام تر حربے استعمال ہوتے نظر آتے ہیں بل کہ ان کی ہر نظم اور غزل پیکروں کا ایک ایسا جمگھٹ ہوتی ہے جس کے تمام پیکر ایک مرکزی پیکر کے گرد تجسیمی یا تجریدی صورت میں جمع ہوتے ہیں اور وہ تمثالوں کی تجرید و تجسیم سے مرکزی تصویر مکمل کرتے ہیں۔اس تناظر میں ساقی فاروقی کا یہ شاعرانہ دعویٰ حق بجانب نظر آتا ہے:

مری صدا پہ نہ برسیں اگر تری آنکھیں
تو صرف صوت کے سارے دیے بجھا دوں گا (۱۷)

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)
ماخذ تحقیقی مجلہ

مختصراً ساقی فاروقی کے لفظی پیکروں کے تنقیدی مطالعے سے ان کی فنی پختگی اور چابک دستی کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔ وہ اس حوالے سے کسی بھی طرح معاصر شعرا سے پیچھے نہ تھے۔ بل کہ ان کے شعری پیکروں کی ندرت ایجاز اور جذبہ انگیزی انھیں معاصر شعرا سے ممتاز کرتی ہے۔

حوالہ جات

۱۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر، کلامِ فراق کے لفظی پیکر، مشمولہ :لسانیات اور تنقید، پورب اکیڈمی ، اسلام آباد،۲۰۰۹ء، ص ۱۴۲

۲۔ ڈاکٹر طارق ہاشمی، اردو غزل نئی تشکیل، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد،۲۰۰۸ء، ص ۲۱۲

۳۔ ن م راشد، رادار، مشمولہ: مقالات ن م راشد، مرتبہ: شیما مجید، بک ٹائم کراچی،۲۰۱۱ء، ص ۳۷۴

۴۔ شمس الرحمان فاروقی، دیباچہ، مشمولہ: سرخ گلاب اور بدر منیر، ساقی فاروقی، سنگ میل پبلی کیشنز، لاہور، ۲۰۰۵ء، ص ۱۹

۵۔ ساقی فاروقی، زندہ پانی سچا، مکتبہ ہم زبان، کراچی، بار اول ۱۹۹۰ء، ص ۴۹

۶۔ ایضاً، ص ۱۰۵

۷۔ ایضاً، ص ۳۲

۸۔ ایضاً، ص ۶۴

۹۔ ن م راشد، مقالات ن م راشد، ص ۳۷۴

۱۰۔ ساقی فاروقی، زندہ پانی سچا، ص ۲۱۶

۱۱۔ ایضاً

۱۲۔ ایضاً، ص ۲۲۱

۱۳۔ ایضاً، ص ۲۳۱

۱۴۔ ڈاکٹر ناصر عباس نیر، لسانیات اور تنقید، ص ۱۴۳ تا ۱۴۴

۱۵۔ ساقی فاروقی، زندہ پانی سچا، ص ۱۹۷

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 3, Issue 2, (April to June 2022)

۱۶۔ محمد ہادی حسین، شاعرانہ تمثال، مشمولہ: مغربی شعریات، مجلس ترقی ادب، لاہور، بار سوم اپریل ۲۰۱۰ء، ص۲۰۳

۱۷۔ ساقی فاروقی، زندہ پانی سچا، ص۱۸۹